© rasailojaraid.com

کے دفاتر بیت المال کی تعریف ہی میں نہیں آتے۔ دوسرے ان رقومات وصول شدہ کا مصرف حکمِ قرآنی کے مطابق نہیں ہوتا۔ آپ بتائیں کہ میری رائے صحیح ہے یا جج صاحب کی؟

جواب:- (از ملک غلام علی صاحب) زکوٰۃ کے متعلق پہلی بات یہ سمجھ لینی چاہیے کہ یہ ٹیکس نہیں ہے بلکہ ایک عبادت اور رکنِ اسلام ہے، جس طرح نماز روزہ اور حج ارکانِ اسلام ہیں۔ جس شخص نے بھی کبھی قرآن مجید کو آنکھیں کھول کر پڑھا ہے وہ دیکھ سکتا ہے کہ قرآن بالعموم نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ ذکر کرتا ہے اور اسے اُس دین کا ایک رکن قرار دیتا ہے جو ہر زمانے میں انبیائے کرام کا دین رہا ہے۔ اس لیے اس کو ٹیکس سمجھنا اور ٹیکس کی طرح اس سے معاملہ کرنا پہلی بنیادی غلطی ہے۔

ایک اسلامی حکومت جس طرح اپنے ملازموں سے دفتری کام اور دوسری خدمات لے کر یہ نہیں کہہ سکتی کہ اب نماز کی ضرورت باقی نہیں ہے کیونکہ انھوں نے سرکاری ڈیوٹی دے دی ہے، اسی طرح وہ لوگوں سے ٹیکس لے کر نہیں کہہ سکتی کہ اب زکوٰۃ کی ضرورت باقی نہیں کیونکہ ٹیکس لے لیا گیا ہے۔ اسلامی حکومت کو اپنے نظام الاوقات لازماً اس طرح مقرر کرنے ہوں گے تاکہ اس کے ملازمین نماز وقت پر ادا کر سکیں۔ اسی طرح اس کو اپنے ٹیکسوں کے نظام میں زکوٰۃ کی جگہ نکالنے کے لیے مناسب ترمیمات کرنی ہوں گی۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ حکومت کے موجودہ ٹیکسوں میں کوئی ٹیکس اُن مقاصد کے لیے اس طرح استعمال نہیں ہوتا جن کے لیے قرآن میں زکوٰۃ فرض کی گئی ہے اور جس طرح اس کے تقسیم کرنے کا حکم ہے۔

اسلام میں جمہوریت کی اصل حیثیت

سوال:- میں امریکہ کی یوٹا اسٹیٹ یونیورسٹی میں ہوں۔ یہاں بہت دنوں سے کچھ ایسے تبصرے ہو رہے ہیں جن کا جواب دینے کے لیے میرا علم ناکافی ہے، اس لیے آپ سے رہنمائی کی درخواست کر رہا ہوں۔

سب سے پہلی بات جو عام طور سے یہاں مسلمان صاحبان کہتے ہیں یہ ہے کہ جمہوریت اوّل تو سرے سے اسلام میں تھی ہی نہیں، اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ لوگوں کی رائے سے حضرت علیؓ نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی اکثریت کا فیصلہ تسلیم کر لیا تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کا فیصلہ سب کے لیے قابلِ قبول ہونا چاہیے۔ پھر کیوں لوگ مسٹر بھٹو کو حاکمِ وقت مانتے ہوئے اُن کے فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتے؟ اگرچہ وہی صاحبان یہ بات مانتے ہیں کہ حاکمِ وقت کے فیصلے غلط بھی ہوتے ہیں۔

ایک اور واقعہ کو ایک صاحب نے بہت اچھال رکھا ہے وہ یہ ہے کہ ابوسفیان جب مسلمان ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اچھے مسلمان ہیں۔ حالانکہ ان ابوسفیان نے ان کے قول کے مطابق حضورؐ کے بعد یہ کہا کہ اب تو خلافت بھی ہاشمی خاندان میں بٹنے لگی۔ کیا ان کی یہ بات صحیح ہے؟

جواب: (از ملک غلام علی صاحب) آپ کے خط سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ اگرچہ آپ میں دینی معلومات کی کمی ہے مگر آپ دینی جذبات و عزائم سے خالی نہیں ہیں اور جو بات آپ کو معلوم نہیں آپ نے اس کا علم حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ کے سوالات کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ بات غلط ہے کہ جمہوریت اسلام میں سرے سے ہے ہی نہیں۔ سورۂ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں) ظاہر ہے کہ خلافت و امارت، جو مسلمانوں کا اہم ترین معاملہ ہے اس پر بھی یہی اصول لاگو ہوگا کہ خلیفہ مسلمانوں کی رائے عام کے مطابق منتخب ہو اور مشورے سے حکومت کرے۔ لیکن عام رائج الوقت جمہوریت اور اسلام کی جمہوریت میں یہ فرق ہے کہ مغربی جمہوریت میں تو باشندوں کی مجرد اکثریت ہر شے کو جائز و ناجائز اور واجب و ممنوع قرار دے سکتی ہے، مگر اسلام میں مسلمانوں کی اکثریت خدا اور رسولؐ کے حرام کردہ امور کو حلال اور حلال کردہ امور کو حرام نہیں کر سکتی۔ مثال کے طور پر مسلمانوں کی اکثریت اگر چاہے بھی تو وہ کسی قادیانی، کسی عیسائی بلکہ کسی فاسق و فاجر کو بھی اپنا امیر نہیں بنا سکتی۔ اگر بنا لے تو اسلام کی نظر میں یہ امارت جائز نہ ہوگی۔ اسی طرح مسلمان اگر سارے مل کر بھی یہ چاہیں کہ زنا یا شراب کو حلال کر دیں تو ان کا فیصلہ کالعدم ہوگا۔ مسلمانوں کے منتخب شدہ امیر کی اطاعت بھی مشروط ہے۔ اگر وہ کوئی حکم خلافِ شریعت دے یا اسلام کے خلاف کوئی قانون بنائے تو مسلمانوں پر اُس کی اطاعت واجب نہیں۔ لیکن مسلمان خلیفہ میں اگر اسلامی صفات موجود ہوں اور اس کا حکم خلافِ شریعت نہ ہو تو اس کی نافرمانی جائز نہ ہوگی۔

۲۔ حضرت ابوسفیان کی طرف جو بات ان لوگوں نے منسوب کی ہے وہ خلافِ واقعہ ہے۔

© rasailojaraid.com